بیادِ ذوالکفل بخاریؒ

اکرام الحق سرشارؔ

بے تابیوں کا کوئی مداوا نہیں رہا
سنتے ہیں اب جہاں میں مسیحا نہیں رہا

جب سے گرا ہے ٹوٹ کے وہ برگدِ سخن
باغِ سخن میں دھوپ ہے سایہ نہیں رہا

اُس نے تمام عمر پلایا ادب کو خون
کب اِس میں اُس کا طور طریقہ نہیں رہا

ٹوٹے ہیں کتنے پیڑ یکے بعد دیگرے
آندھی کا اب کے کوئی ٹھکانہ نہیں رہا

روپوش ہوگیا وہ سورج کچھ اِس طرح
محسوس ہو رہا ہے اُجالا نہیں رہا

سرشارؔ صبر کر کہ یہی ہے رضائے حق
اِس انجمن میں کوئی ہمیشہ نہیں رہا